کیا داڑھی رکھنا واجب ہے؟

مولانا محمد زکریا

پہلی فصل......احادیث مبارکہ سے استدلال

(۱)عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية

(الحديث رواه ابوداؤد وعزاه في رسالة حكم اللحية في الاسلام للشيخ محمد الحامد الشامي الى مسلم واحمد والترمذي وابن ماجة)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔جن میں مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا ذکر فرمایا ہے۔

(ف) بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ فطرۃ کے معنی انبیاء علیہ السلام کی سنتیں ہیں اور یہ دس چیزیں جن میں مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا بھی ہے یہ جملہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سنتوں میں سے ہیں جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (یہ اشارہ ہے قرآن پاک کی آیۃ شریفہ اولئک الذين هدى الله فبهداهم اقتده کی طرف) یہ آیت شریفہ ساتویں پارہ کی ہے۔جس میں اوپر سے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالی نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریقہ پر چلئے (بیان القرآن) بذل میں لکھا ہے کہ فطرۃ کے یہ معنی اکثر علماء سے نقل کئے گئے ہیں اور بعض علماء نے فطرۃ کے معنی سنت ابراھیمی بیان کئے ہیں،یعنی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی سنت۔اور بعض علماء نے فطرۃ کے معنی یہ کئے ہیں کہ طبائع سلیمہ ان کو طبعاً قبول کرتی ہیں،یعنی جو طبیعتیں ٹیڑھی نہ ہوں ان کو یہ سب چیزیں پسند ہیں اور مراد فطرۃ سے دین ہے،جس کی طرف قرآن پاک کی دوسری آیت میں بیان کیا ہے۔

فطرة الله التي فطر الناس عليها لاتبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لايعلمون ٥

(ترجمہ) اللہ تعالی کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالی نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالی کی اس پیدا

کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہئے پس سیدھا دین یہی ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (بیان القرآن)

شیطان مردود نے جب وہ راندہ درگاہ ہوا تھا تو کہا تھا **ولاضلنهم ولامنينهم ولامرنهم فليبتكن آذان الانعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله ومن يتخذ الشيطن ولياً من دون الله فقد خسر خسراناً مبيناً** ...... جس کا ترجمہ یہ ہے اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالی کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔ اور جو شخص خدا تعالی کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا (بیان القرآن) **ولامرنهم فليغيرن خلق الله** میں داڑھی منڈانا بھی داخل ہے۔ رسالہ حکم اللحیہ فی الاسلام میں صحیح ابن حبان کے حوالہ سے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے:۔

(۲) قال رسول الله صلى الله تعالى عليه واله وسلم من فطرة الاسلام اخذ الشارب واعفاء اللحى فان المجوس تعفى شواربها وتحفى لحاها فخالفوهم خذوا شواربكم واعفوا لحاكم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی فطرت سے مونچھوں کا لینا (کٹوانا) ہے اور داڑھی کا بڑھانا ہے۔ اس لئے کہ مجوسی لوگ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور داڑھی کو کٹواتے ہیں لہذا ان کی مخالفت کرو مونچھوں کو کٹوایا کرو اور داڑھی کو بڑھایا کرو۔

(ف) اس حدیث پاک میں حضور پاک ﷺ نے داڑھی رکھنے کو اسلام کی فطرۃ (خصلت ومقتضی) قرار دیا ہے۔ اور داڑھی کٹانے کو مجوس کا شعار فرمایا ہے۔ نیز **من تشبه بقوم فهو منهم** مشہور حدیث ہے۔ یعنی جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔ اسی بناء پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں مخالفت مجوس کا حکم دیا ہے۔ پس اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ داڑھی رکھنا ایک شرعی حکم ہے اور اس میں تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی موافقت ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۱) میں گذرا، لہذا جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عرب میں چونکہ داڑھی رکھنے کا دستور تھا اس لئے آپ ﷺ نے عادت کے طور پر اس کا حکم فرمایا ہے۔ یہ خیال بالکل غلط اور بے اصل ہے۔ حق تعالی شانہ، اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو اپنے حبیب پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات پر عمل اور وعیدات سے بچنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطاء فرمائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین کی

☆ابسط وجهك للناس تكسب ودهم، والن لهم الكلام يحبوك، وتواضع لهم يجلوك.☆

مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کرو۔ اور بھی متعدد احادیث میں یہ مضمون کثرت سے نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کیا کرو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ''داڑھی کو بڑھاؤ، مونچھوں کو کٹواؤ اور اس میں یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو،،۔ افسوس ہے کہ ہمارے اس زمانہ میں نصاریٰ ہی کے اتباع اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے حضور پاک ﷺ اور جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس مبارک سنت کو ختم کیا جارہا ہے۔ اس ناکارہ کو خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں ہندؤوں میں بھی جو بڑے لوگ ہوتے تھے وہ داڑھی رکھا کرتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت نقل کی ہے کہ ایک مجوسی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے داڑھی منڈا رکھی تھی اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ یہ کیا بنا رکھا ہے۔ اس نے کہا یہ ہمارا دین ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے دین میں یہ ہے کہ مونچھوں کو کٹوا دیں اور داڑھی کو بڑھائیں (حکم اللحیۃ فی الاسلام) ابن عساکر وغیرہ نے حضرت حسنؓ سے مرسلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ دس خصلتیں ایسی ہیں جو قوم لوط میں تھیں جن کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔ ان دس چیزوں میں داڑھی کا کٹوانا اور مونچھوں کا بڑھانا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ حارث بن ابی اسامہ نے یحییٰ بن ابی کثیر سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ ایک عجمی (کافر) مسجد میں آیا جس نے داڑھی منڈا رکھی تھی اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے ابھارا۔ تو اس نے کہا کہ میرے رب (بادشاہ) نے یہ حکم دیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھوں کو کٹواؤں۔ ایک دوسری روایت میں زید بن حبیب سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی منڈائے ہوئے دو شخصوں کی طرف جو شاہ کسریٰ کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے ان کی طرف نگاہ فرمانا بھی گوارہ نہ فرمایا اور فرمایا کہ تمہیں ہلاکت ہو یہ حلیہ بنانے کو کس نے کہا، انہوں نے کہا ہمارے رب نے (شاہ کسریٰ نے) حکم دیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن مجھے میرے رب نے داڑھی کے بڑھانے اور مونچھوں کے کٹوانے کا حکم دیا ہے (حکم اللحیۃ) یہ قصہ آگے مفصل آرہا ہے۔ <u>مرنے کے بعد قبر میں سب سے پہلے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ کس قدر حسرت اور مایوسی کا وقت ہوگا اگر خدانخواستہ اس ذات اقدس نے جس سے سفارشوں کی امیدیں ہیں پہلے ہی</u>

☆ادفع بالتی ھی احسن وترفق بالناس واطعی، العداوات وسالم اعداءک وکثر اصدقاءک۔☆

وہلہ میں ایسے خلاف سنت چہرے اور صورت کو دیکھ کر منہ پھیر لیا؟

(۳)عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یاخذ شاربہ فلیس منا . اخرجہ احمد والترمذی والنسائی والضیاء (حکم اللحیۃ فی الاسلام)

زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ف) کس قدر سخت وعید ہے، لمبی لمبی مونچھوں والے اپنے آپ کو شریف سمجھیں اور سرکاری کاغذات میں اپنے کو مسلمان بھی لکھوائیں مگر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو اپنی جماعت میں شمار کرنے سے انکار فرمارہے ہیں۔ حضرت واثلہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو اپنی مونچھوں کو نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ طبع سلیم بھی مونچھوں کے بڑھانے سے کراہت کرتی ہے۔ پانی چائے وغیرہ پینے کی جتنی چیزیں بھی منہ میں جائیں گی وہ مونچھوں کے دھوون کے ساتھ جائینگی اگر کوئی شخص مونچھوں کو دھو کر پیالی میں رکھ کر اس کو پی لے تو کس قدر گھن آوے گی، لیکن پانی اور ہر پینے کی چیز کا ہر گھونٹ اس دھوون کے ساتھ اندر جارہا ہے مگر ذرا بھی گھن نہیں آتی۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتاب الزہد میں عقیل بن مدرک سلمی سے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہدو کہ وہ میرے دشمنوں کا کھانا (یعنی جو ان کے ساتھ مخصوص ہو جیسے نصاری کا کھانا سور) نہ کھاویں اور میرے دشمنوں کا پانی نہ پئیں (جیسے شراب) اور میرے دشمنوں کی شکل نہ بنائیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ حقیقی دشمن ہیں (دلائل الاثر)

پہلے کئی روایتوں میں گذر چکا کہ داڑھی کا منڈانا اعاجم کا یعنی مشرکین کا شعار ہے جس کی مخالفت کا حکم کئی حدیثوں میں گذر چکا۔ یہاں ایک امر نہایت اہم اور قابل تنبیہ یہ ہے کہ بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ جو داڑھی منڈانے کو تو معیوب سمجھتے ہیں اور اس سے بچتے بھی ہیں لیکن داڑھی کے کم کرانے اور کتروانے کو معیوب نہیں سمجھتے ۔ حالانکہ شریعت مطہرہ میں جس طرح داڑھی رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اس کی ایک مقدار بھی متعین ہے۔ چنانچہ اس سے کم رکھنا شرعاً معتبر نہیں ہے اور وہ مقدار ایک قبضہ (مٹھی) ہے۔ اس سے کم کرنا بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک ناجائز اور حرام ہے۔ گو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ اگر ایک قبضہ پر بڑھ جائے تو اس کو کم کرنا چاہئے

یا نہیں۔

حضرت اقدس اپنے رسالہ داڑھی کے فلسفہ میں جو ایک صاحب کے خط کے جواب میں لکھا گیا تھا تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی کے طول اور عرض میں سے کترا کرتے تھے۔ اس لئے اس کی حد معلوم کرنی ضروری سمجھی گئی چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے ان کے عمل کو اس بارے میں امام بخاریؒ نے ترازو بنایا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے فدائی ہیں اور آپ ﷺ کی سنتوں کی پیروی میں نہایت زیادہ پیش پیش رہنے والے ہیں ان کے عمل کو بطور معیار پیش کیا ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:۔

كان ابن عمر رضي الله تعالى عنهما اذاحج اواعتمر قبض على لحيته فما فضل اخذه..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کو کتروا دیتے تھے۔

جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرض وطول میں داڑھی کا کترنا اس مقدار اور کیفیت سے ہوتا تھا۔ علاوہ ابن عمرؓ کے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ داڑھی جب ایک مشت سے زائد ہو جائے تو زائد کو کتر دیا جائے پھر طبری نے اپنی سند سے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ اسی عمل اور طریق کو فقہاء حنفیہ وشافعیہ وغیرہ نے کتب فقہ وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابوداؤد شریف میں ہے۔

عن جابرؓ قال كنانعفي السبال الافي حجة اوعمرة (ابوداؤد)

ہم لوگ داڑھی کے اگلے اور لٹکنے والے حصہ کو بڑھا ہوا رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ میں یعنی حج اور عمرہ سے فارغ ہو کر کتروایا کرتے تھے۔

جس کی توضیح حضرت ابن عمرؓ کے عمل سے معلوم ہوگئی ہے جو بخاری شریف سے ابھی اوپر مذکور ہوا۔ یہ حدیث صاف طور سے بتلا رہی ہے کہ عام صحابہ کرامؓ تمام سال میں داڑھی کا اگلا اور لمبا حصہ کترواتے نہیں تھے ہاں جب

حج اور عمرہ کرتے تھے تو ایک مشت سے زائد حصہ کو کترواد یتے تھے۔نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کم ازکم ایک مشت بلکہ اس سے زائداتنی ثابت ہوتی ہے،جس میں تخلیل (خلال) فرماتے تھے۔کنگھی سے درست فرمایا کرتے تھے۔وہ اتنی بڑی گنجان تھی کہ اس نے سینہ مبارک کے اوپر کے حصہ کو طول وعرض میں بھرلیا تھا۔حضرت عمار بن یاسرؓ،حضرت عبداللہ بن عمرؓ،حضرت عمرؓ،حضرت ابوہریرہؓ،حضرت جابر رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشت یااس سے زائد داڑھی رکھتے تھے اور رکھواتے تھے۔تمام دوسرے صحابہ کرامؓ کا بھی یہی عمل ہونا التزاماً ثابت ہوتا ہے۔کیونکہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ داڑھی لمبی رکھتے تھے ،بجز حج اور عمرہ کے کترواتے نہیں تھے۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ اورامت کوداڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔اوراس عمل کوتمام مسلمانوں کے لئے مابہ التمیز قرار دیا ہے کہ یہ ان کا مخصوص شعاراور یونیفارم ہوگا۔نہ منڈوانا جائز ہوگا نہ خشخشی رکھنا۔نہ چھوٹی رکھنا (ملتقط از داڑھی کا فلسفہ)

شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے یہ دعوی فرمایا ہے کہ:

واما الاخذ منها وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة مخنثة الرجال فلم يبحه احد..... یعنی داڑھی کا کٹانا جبکہ وہ مقدار قبضہ سے کم ہوجیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث قسم کے انسان یہ حرکت کرتے ہیں اس کوکسی نے بھی مباح قرارنہیں دیا۔

یعنی تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی کا مقدار قبضہ سے کم کرنا جائز نہیں ۔اور یہ اجماع خود ایک مستقل دلیل ہے اس کے وجوب کی۔

حضرت امام محمدؒ اپنی کتاب الآ ثار میں تحریر فرماتے ہیں:

محمد قال اخبرنا ابوحنيفة عن الهيثم عن ابن عمرؓ انه كان يقبض على لحيته ثم يقص ماتحت القبضة قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابي حنيفة ..... حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے روایت کیا امام ابوحنیفہؒ نے اوروہ روایت کرتے ہیں ہیثم سے اوروہ ابن عمرؓ سے کہ وہ یعنی ابن عمرؓ اپنی داڑھی مٹھی میں لے کر مٹھی بھر سے زائد کو یعنی جو مٹھی سے نیچے لٹکی ہوئی باقی رہ جاتی ہے کتر دیتے تھے۔امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہؒ کا۔

اوجز المسالک میں اس سلسلہ میں ائمۃ اربعہ وغیرہ دوسرے علماء کے مذاہب کومدلل ومفصل بیان کیا گیا ہے۔اس میں لکھا ہے کہ ایک مشت سے زائد داڑھی میں حضرات شافعیہ کا راجح اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ اس کوعلی حالہ باقی

رکھا جائے ۔اور یہی ایک قول حنابلہ کا ہے۔اور مالکیہ کا مذہب مختار یہ ہے کہ جو داڑھی حد سے زیادہ بڑھ جائے اس کو کم کیا جائے۔اور یہ ضروری نہیں کہ ایک مشت سے زائد رکھی نہ جائے۔اور حضرات حنفیہ کے یہاں مستحب یہ ہے کہ ایک مشت سے جتنی زائد ہے اس کو کاٹ دینا چاہیئے۔

دوسری فصل

(۱) منجملہ ان رسوم کے داڑھی منڈانا یا کٹانا اس طرح کہ ایک مشت سے کم رہ جائے یا مونچھیں بڑھانا جو اس زمانہ میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے۔حدیث میں ہے کہ بڑھاؤ داڑھی کو اور کترواؤ مونچھوں کو۔روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے حضور ﷺ نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے اور امر حقیقۃ وجوب کے لئے ہوتا ہے۔پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے۔پس داڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں۔اس سے زیادہ دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔روایت کیا اس کو احمد وترمذی اور نسائی نے جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ داڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے۔ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ ورسول ﷺ کے بنائیں۔اور عقل بھی کہتی ہے کہ داڑھی مردوں کے لئے ایسی ہے جیسے عورتوں کے لئے سر کے بال' کہ دونوں باعث زینت ہیں۔جب عورتوں کا سر منڈانا بدصورتی میں داخل ہے تو مردوں کا داڑھی منڈانا خوبصورتی کیسے ہے۔کچھ بھی نہیں، رواج نے بصیرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ترک بھی منڈاتے ہیں ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔اس کا وہی جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو حجت نہیں۔جو منڈاتا ہے برا کرتا ہے۔خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔بعض لوگ اپنے کو کم عمر ظاہر کرنے کو منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا موجب عار ہے۔یہ بھی ایک لغو خیال ہے۔عمر تو ایک خداوندی عطیہ ہے۔جتنی زیادہ ہو نعمت ہے۔اس کا چھپانا بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے۔اور بڑی عمر میں تو کمال حاصل کرنا زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں بھی کمال کی دھن میں لگا رہتا ہے۔اور چند بے عقلوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے

توبہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا موجب عار ہے تو نعوذ باللہ کیا اسلام کوبھی جواب دے بیٹھیں گے؟ جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مذہب اسلام کو ترک نہیں کرتے ،فساق کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جائے۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔

سخت افسوس یہ ہے کہ بعض طالب علم عربی پڑھنے والے اس بلا میں مبتلا ہیں ان کی شان میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ''چار پائے بروکتابے چند،،ان لوگوں پر سب سے زیادہ وبال پڑتا ہے۔اول تو اوروں سے زیادہ واقف پھراوروں کو نصیحت کریں ،مسئلے بتائیں خود بدعمل ہوں۔عالم بے عمل کے حق میں کیا کیا وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہیں۔پھران کو دیکھ کراور جاہل گمراہ ہوتے ہیں ان کی گمراہی کا وبال ان ہی کے برابران پر پڑتا ہے جیسا اوپر بیان ہوا کہ جو شخص باعث ہوتا ہے اس گناہ کا وہ بھی شریک اس کے وبال کا ہوتا ہے۔میرے نزدیک مدرسین اور مہتمین مدارس اسلامیہ پرواجب ہے کہ جو طالبعلم ایسی حرکت کرے یا کوئی امر خلاف وضع شرعی کرے اگر توبہ کرلے فبہا ورنہ مدرسہ سے خارج کردینا چاہیئے ۔ایسے شخص کو مقتدائے قوم بنانا تمام مخلوق کو تباہ کرنا ہے۔

بے ادب راعلم وفن آموختن دادن تیغ است دست راہزن

اوریاد رہے کہ نائی کوبھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بنائے جوشرعا ممنوع ہو۔خواہ داڑھی کا یا سر کا۔کیونکہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے،اس کو چاہیئے کہ عذروانکار کردے (از رسالہ اصلاح الرسوم)

بعض سعادتمند نائی ایسے بھی ہوتے ہیں جو باوجود ضرورتمند ہونے کے داڑھی مونڈنے سے بڑی صفائی سے انکار کردیتے ہیں۔اگرچہ ایسے بہت کم ہوتے ہیں۔اس ناکارہ کواپنے جاننے والوں میں سے کئی سے سابقہ پڑا کہ انہوں نے بڑی پریشانیاں اٹھائیں مگر داڑھی نہ مونڈنے کا جوعہد کیا تھا اس کو خوب نبھایا۔ابھی چند سال کا قصہ ہے کہ ایک صاحب پٹنہ بہار کے رہنے والے حاجی پیدل کے نام سے حج کے لئے جارہے تھے جو ہر پانچ قدم پر دورکعت نفل پڑھتے تھے۔ان کے بہت سے اعزہ جو اونچے عہدوں پر تھے یہ ان کے سفر کی خبر رکھتے تھے ۔اور جب کسی ایسی جگہ پر جہاں ریل کی سہولت ہوجانے کا حال معلوم ہوتا تو وہ ریل سے ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔وہ حاجی صاحب جب سہارنپور پہنچے تو میرے مخلص دوست راؤ یعقوب علی خاں کے یہاں قیام ہوا۔غالباً آگرہ کے ایک ڈپٹی صاحب ان سے ملاقات کے لئے راؤ صاحب کے مکان پر پہنچے۔اور حجامت کے لئے نائی کو بلایا۔اس نے بہت بہتر حجامت بنائی جس سے وہ صاحب بہت خوش ہوئے۔لیکن جب داڑھی منڈانے

کا وقت آیا تب اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور یہ کام میں نے عمر بھر نہیں کیا۔اس پر وہ مہمان بہت خوش ہوئے اور یاد پڑتا ہے کہ اس نائی کو کچھ انعام بھی دیا۔

(۲) ہر نظام سلطنت وسیاست میں مختلف شعبوں کے لئے کوئی نہ کوئی یونیفارم مقرر ہے۔پولیس کے یونیفارم اور ہیں فوج کا اور ہے۔سوار کا اور ہے، پیادہ کا اور ہے۔بری فوج کا اور ہے، بحری فوج کا اور ہے، ڈاکخانہ کا اور ہے، وغیرہ وغیرہ۔پھر اس پر مزید تاکید اور سختی یہاں تک ہے کہ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفارم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے۔اور جس طرح یہ امر ایک نظام سلطنت اور حکومت میں ضروری خیال کیا جاتا ہے اسی طرح اقوام وملل میں بھی ہمیشہ اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔اگر آپ تفحص کریں تو انگلینڈ، فرانس، جرمنی وغیرہ کو پائیں گے کہ وہ اپنے نشانات، جھنڈے، یونیفارم علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں تاکہ واقف کار شخص پر ایک کے سپاہی کو دوسرے سے تمیز آسکے۔اور اس سے میدان جنگ میں ملکی وسیاسی مقامات میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ہر قوم اور ملت اپنے اپنے یونیفارم اور نشانات کو محفوظ رکھنا ازحد ضروری سمجھتی ہے، بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے سے سخت وقائع پیش آجاتے ہیں۔کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے، کوئی توہین کر دیجئے۔دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہو جاتی ہے۔

الغرض یہ طریقہ امتیاز شعبہ ہائے مختلفہ اور اقوام وحکومات اور ملل کا ہمیشہ سے اور تمام اقوام میں اطراف عالم میں چلا آتا ہے۔اگر یہ نہ ہو تو کوئی محکمہ اور کوئی قوم اور کوئی حکومت دوسرے سے تمیز نہ کر سکے۔ہم کو کس طرح سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فوجی ہے یا عام شہری، یہ پولیس ہے یا ڈاکیہ، ہر زمانہ اور ہر ملک میں اس کا لحاظ ضروری سمجھا گیا ہے اور سمجھا جاتا ہے۔جو قوم اور جو ملک اپنے یونیفارم اور نشان کی محافظ نہیں رہیں وہ بہت جلد دوسری قوموں میں جذب ہو گئیں، حتی کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہا۔سکھوں نے اپنی امتیازی وردی قائم کی، سر اور داڑھی کے بالوں کو محفوظ رکھا۔آج ان کی قوم امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور زندہ قوم شمار کی جاتی ہے۔انگریز سولہویں صدی عیسوی کے اخیر میں آیا۔تقریباً ڈھائی سو برس گزر گئے۔نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ، پتلون، ہیٹ، ٹائی، نکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہ چھوڑا۔یہی وجہ ہے کہ اس کو ۳۵ کروڑ افراد والا ملک اپنے میں ہضم نہیں کر سکا۔اس کی قوم اور ملت علیحدہ ملت ہے۔مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتا ہے جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلے آنے والی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام ونشان

مٹا گئیں۔آج بجز تاریخی صفحات کے ان کا نشان کرۂ ارض پر نظر نہیں آتا۔مسلمانوں نے نہ صرف یہی کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا، بلکہ مذہب، اسماء رجال ونساء تہذیب وکلچر، رسم ورواج، زبان وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا۔اس لئے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی، اور جب تک اس کی مراعات رکھیں گے رہے گی۔اور جب چھوڑ دیں گے مٹ جائیں گے۔

مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہوسکتا ہے اور باقی بھی جب ہی رہ سکتا ہے جبکہ وہ اپنے لئے خصوصیات وضع قطع میں تہذیب وکلچر میں، بود وباش میں، زبان اور عمل میں اختیار کرلے۔اس لئے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جوکہ اپنے عقائد، اخلاق واعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیویہ اور تمام اقوام عالم سے بالاتر تھا اور ہے، خصوصیات اور یونیفارم مقرر کرے اور ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہو۔ان کے لئے جان لڑا دے اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم خداوندی تابعداروں کے یونیفارم ہوں جن سے وہ اللہ تعالی کے سرکشوں اور دشمنوں سے تمیز کرسکے (ان ہی کو شعار اسلام کہا جاتا ہے) اور ان کی بنا پر باغیان اور بندگان بارگاہ الوہیت میں تمیز ہوا کرے۔چنانچہ یہی راز من تشبہ بقوم فھو منھم کا ہے جس پر بسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصہ آجاتا ہے۔اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص خاص یونیفارم تجویز فرمائے۔کہیں فرمایا جاتا ہے۔فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس .کہیں اہل کتاب سے مانگ نکالنے میں مخالفت اختیار کی گئی۔اسی بنا پر ازار اور پاجامہ میں ٹخنہ کھولنے کا حکم کیا گیا کہ اہل تکبر سے تمیز ہوجائے۔اس کے بعد متعدد احادیث جو اوپر گزر چکی ہیں ان کا خلاصہ یہ نکلا کہ یہ خاص یونیفارم اور شعار ہے جوکہ مقربان بارگاہ الوہیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے۔اور پھر دوسری قومیں اس کے خلاف کو اپنا یونیفارم بنائے ہوئے ہیں جوکہ اللہ تعالی کے قوانین کو توڑنے والی اور اس سے بغاوت کرنے والی ہیں۔علاوہ ازیں ایک محمدی کو حسب اقتضاء فطرت وعقل لازم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آقا کا سا رنگ ڈھنگ چال چلن، صورت سیرت، فیشن، کلچر وغیرہ بنائے۔اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے۔ہمیشہ عقل وفطرت کا تقاضہ یہی رہا ہے اور یہی ہر قوم اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔آج یورپ سے بڑھ کر روئے زمین پر حضرت محمد ﷺ کا اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے؟ واقعات کو دیکھئے اس بنا پر بھی جو ان کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں ہم کو ان سے انتہائی متنفر ہونا چاہئے، خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے۔خواہ وہ زبان سے متعلق

☆انظر الی من ھو دونک فی الجسم والصورۃ والمال والبیت والوظیفۃ والذریۃ، لتعلم انک فوق الوف الناس.☆

ہو یا تہذیب و عادات سے۔ ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اوپری، بالخصوص جو چیزیں دشمن کا خصوصی شعار ہو جائیں، اس لئے ہماری جدوجہد یہ ہونی چاہیے کہ ہم غلامان حضرت محمد ﷺ اور ان کے فدائی بنیں، نہ غلامان کرزن و ہارڈنگ فرانس وامریکہ وغیرہ۔ باقی رہا امتحان، مقابلہ یا ملازمتیں یا آفس کے ملازموں کے طعنے وغیرہ، تو یہ نہایت کمزور امر ہے۔ سکھ امتحان، مقابلہ بھی دیتے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے عہدوں پر بھی مقرر ہیں ، اپنی وردی پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ کوئی ان کو ٹیڑھی اور بھینگی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ باوجود اپنے قلیل التعداد ہونے کے سب سے زیادہ ملازمتیں اور عہدے لئے ہوئے غرار ہے ہیں (ماخوذ از داڑھی کا فلسفہ) مجھ سے ۷۴ء میں بہت سے نوجوانوں نے خود کہا کہ ہم داڑھی منڈاتے تھے مگر اس قتل عام کے زمانہ میں اس ڈر سے رکھ لی کہ نہ معلوم کہاں مارے جاویں اور لوگ ہمیں ہندو سمجھ کر جلادیں۔ یہ خطرہ تو ہر وقت موجود ہے، نہ موت کا وقت معلوم ہے نہ جگہ۔

(۳) رسالہ ''داڑھی اور انبیاء کی سنتیں،، میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈانے کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے۔ ایک فرد بھی امت میں اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ اس کے بعد علماء کی چند تصریحات نقل کی ہیں۔ جس میں صاحب منہل شارح ابوداؤد کی یہ عبارت نقل کی ہے **فلذلک کان حلق اللحية محرما عندائمة المسلمين المجتهدين ابی حنيفة و مالک و الشافعي و احمد وغيرهم** (اسی وجہ سے داڑھی کا منڈانا سب اماموں کے نزدیک حرام ہے، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہم) **قوله لم يبحه احد نص في الاجماع** یعنی صاحب درمختار کا قول **لم يبحه احد** داڑھی منڈانے کی حرمت پر اجماع کی صریح دلیل ہے۔ اس کے بعد فقہائے امت کے مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔

(۴) حضرت مولانا عاشق الٰہی نے اپنے رسالہ ''داڑھی کی قدر و قیمت،، میں مذاہب اربعہ کے فقہاء کی عبارتیں نقل کی ہیں، اس میں شافعیہ کی کتاب العباب سے نقل کیا ہے: **قال ابن الرفعة ان الشافعي نص في الام بالتحريم** ......

امام ابن الرفعہ کہتے ہیں کہ کتاب الام میں حضرت امام شافعی نے خود اس کے (یعنی حلق لحیہ کے) حرام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

اس کے بعد کتاب الابداع سے مالکیہ کا مذہب نقل کیا ہے جس کی عبارت کتاب اللحیہ فی الاسلام میں نقل کی

☆ تیقن ان کل من تعاملھم من اخ وابن وزوجۃ ،قریب وصدیق، لا یخلو من عیب ،فوطن نفسک علی تقبل الجمیع . ☆

...... وقد اتفقت المذاهب الاربعة ...... بلاشک مذاہب اربعہ متفق ہیں اس بات پر

علی وجوب توفير اللحية وحرمة حلقها...... ومذهب السادة المالكية حرمة حلق اللحية

وكذاقصها اذا كان يحصل بها المثلة.

کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے، اوراس کا منڈانا حرام ہے۔حضرات مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے، اوراسی طرح اس کا کتروانا بھی حرام ہے جبکہ اس سے صورت بگڑے۔

اورفقہ حنبلی کی کتاب شرح المنتہی اورشرح منظومۃ الآداب میں لکھاہے:۔

المعتمد حرمة حلقها ومنهم من صرح بالحرمة ولم يحک خلافا كصاحب الانصاف

معتبرقول یہی ہے کہ داڑھی منڈاناحرام ہے اوربعض علماء مثلاً مؤلف انصاف نے حرمت کی تصریح کی ہے اوراس حکم میں کسی کا بھی خلاف نقل نہیں کیا۔

اسی طرح اوردوسرے حضرات نے داڑھی کے وجوب پرائمہ کااجماع نقل کیاہے۔چنانچہ شیخ عبدالرحمٰن القاسم اپنے رسالہ میں جواسی موضوع پرہے تحریرفرماتے ہیں:۔

قال شيخ الاسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى يحرم حلق اللحيةوقال القرطبی لايجوز حلقها ولانتفها ولا قصها وحكى ابومحمد بن حزم الاجماع على ان قص الشارب واعفاء اللحية فرض واستدل بحديث ابن عمرؓ خالفوا المشركين احفوا الشوارب واعفوا اللحى وبحديث زيد بن ارقم المرفوع من لم يأخذشاربة فليس منا صححه الترمذی:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے حلق لحیہ کے حرام ہونے کی تصریح فرمائی ہے، اورعلامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ داڑھی کامنڈانا اوراس کانوچنااوراس کاکترنا سب ناجائز ہے۔اسی طرح امام ابومحمد ابن حزم ظاہری نے اس پرعلماء کااتفاق نقل کیاہے کہ مونچھوں کاتراشنا اورداڑھی کابڑھانا فرض عین ہے اوراس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما کی حدیث پیش فرمائی ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاکہ مشرکین کی مخالفت کرومونچھیں تراشواورداڑھی بڑھاؤاورحضرت زیدبن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادنقل کرتے ہیں کہ جوشخص اپنی مونچھیں نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اس کے بعدشیخ الاسلام ابن تیمیہ نے یہودونصاریٰ کی مشابہت کی مخالفت کی روایات نقل کرکے لکھاہے کہ ان کی مخالفت شریعت میں مطلوب ہے۔اورظاہرمیں مشابہت ان سے محبت اوردوستی پیداکرتی ہے،جیساکہ باطنی

محبت ظاہری مشابہت میں اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ امور تجربہ سے ظاہر ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جو کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور اسی پر مرجائے تو ان ہی کے ساتھ حشر ہوگا، تمہید شرح مؤطاء میں لکھا ہے کہ داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور مردوں میں سے ہیجڑے ہی اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اور ابن ابی لیلیٰ قاضی مدینہ نے اس شخص کی شہادت ردفرمادی جو داڑھی نوچتا تھا۔ اس رسالہ میں بہت سی روایات اور آثار داڑھی منڈانے کی ممانعت کے ذکر کئے گئے ہیں۔

کسریٰ کے قاصدوں کا قصہ مختصراً پہلے گزر چکا۔ مولانا میرٹھی نے اس کو مفصل لکھا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ خسرو پرویز شاہ ایران کے پاس حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والہ نامہ پہنچا تو اس نے نامہ مبارک دیکھتے ہی غصہ میں اس کو چاک کر دیا، اور زبان سے کہا کہ ہماری رعایا کا ادنیٰ شخص ہمیں خط لکھتا ہے اور اپنا نام ہمارے نام سے پہلے لکھتا ہے۔ اس کے بعد خسرو (کسریٰ) نے باذان کو جو یمن میں اس کا گورنر تھا اور عرب کا تمام ملک اس کے زیر اقتدار سمجھا جاتا تھا، یہ حکم بھیجا کہ اس شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کردو۔ باذان نے ایک فوجی دستہ مامور کیا جس کے افسر کا نام خرخسرو تھا۔ نیز حالات محمدیہ پر گہری نظر ڈالنے کے لئے ایک ملکی افسر بھی اس کے ساتھ کیا جس کا نام بانویہ تھا۔ یہ دونوں افسر جس وقت بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے تو رعب نبوت کی وجہ سے ان کی رگہائے گردن تھرتھرا رہی تھی۔ یہ لوگ چونکہ آتش پرست پارسی تھے اس لئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور اپنے بادشاہ کسریٰ کو رب کہا کرتے تھے۔ ان کے چہرے پر نظر ڈال کر آپ ﷺ کو تکلیف پہنچی اور پہلا سوال ان سے یہ کیا کہ ایسی صورت بنانے کو تم سے کس نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے رب کسریٰ نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مگر میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کترواؤں۔ قصہ طویل ہے، مگر یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ غیر مسلم سفیروں کی بھی اس صورت اور شکل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طبعی تکلیف ہوئی۔ اس قصہ کو مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے حیاۃ الصحابہؓ میں مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے۔

مسلمانوں کے سوچنے کی بات ہے کہ مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا ہوگا۔ ایسے خلاف سنت چہرے کو دیکھ کر اس ذات پاک کو کتنی تکلیف ہوگی جس کی شفاعت پر ہم سب مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ اس کے بعد مولانا میرٹھی لکھتے ہیں کہ مرزا قتیل کا قصہ آپ نے سنا ہوگا ان کے صوفیانہ

☆ ایاک وتجریح الاشخاص والھیئات، وکن سلیم اللسان، طیب الکلام، عذب الالفاظ، مامون الجانب. ☆

کلام سے متاثر ہوکر ایک ایرانی شخص ان کا معتقد ہوگیا اور زیارت کے شوق میں وطن سے چلا جس وقت ان کے پاس پہنچا تو مرزا داڑھی کا صفایا کر رہے تھے۔اس نے تعجب سے دیکھا اور کہا ''آغا ریش می تراشی،،(جناب آپ داڑھی منڈا رہے ہیں) مرزا نے جواب دیا ''بلے موئے می تراشم و لے دل کسے نمی تراشم،،(ہاں بال تراش رہا ہوں کسی کا دل نہیں چھیل رہا ہوں) گویا ''دل بدست آور کہ حج اکبرست،، کی طرف صوفیانہ اشارہ کیا کہ اپنے متعلق انسان جو چاہے کرے مگر مخلوق خدا کا دل نہ دکھائے۔ایرانی نے بے ساختہ جواب دیا ''آرے دل رسول ﷺ می خراشی،، کسی کا دل دکھانا چہ معنی تم تو آنحضرت ﷺ کا دل چھیل رہے ہو،،۔یہ سن کر مرزا کو وجد آ گیا اور بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ہوش آیا تو یہ شعر زبان پر تھا

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی مرا با جان جاں ہمراز کردی

پس اگر محبوب خدا کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کی ہمت نہیں رکھتے تو خدا کے واسطے آپ ﷺ کا دل تو نہ دکھاؤ۔مولانا نے جو شعر لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے میری آنکھ کھول دی اور مجھے جان جاں کے ساتھ ہمراز کردیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم،اللہ تعالی کے محبوب ہیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت اللہ جل شانہ کی اذیت ہے۔اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔**من آذا انی فقد اذی اللہ تعالی** جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالی کو تکلیف پہنچائی۔جب غیر مسلموں کے داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچی تو جو لوگ امتی کہلاتے ہیں ان کے اس ناپاک فعل سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔

مولانا میرٹھی تحریر فرماتے ہیں کہ اب **داڑھی کی طبی حیثیت** بھی ملاحظہ فرمائیے،طب یونانی تو پہلے ہی طے کرچکی تھی کہ داڑھی مرد کے لئے زینت اور گردن اور سینہ کے لئے بڑی محافظ ہے۔مگر اب تو ڈاکٹر بھی الٹے پاؤں لوٹنے لگے ہیں۔چنانچہ ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ داڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور ہوجاتی ہے۔دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ نیچی داڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہنچنے سے روک لیتی ہے اور ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں داڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے داڑھی کے پیدا ہوگی۔اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادۂ منویہ کم ہوتے ہوتے آٹھویں نسل میں مفقود ہوجائے گا۔یہ اس ڈاکٹر کی پیشین گوئی نہیں ہے جس کا تعلق نجوم سے ہے،بلکہ یہ ایک طبعی اصول ہے۔صاف لہجہ والا بچہ اگر بار بار کسی ہکلے کی نقل اتارتا رہتا ہے تو چند ہی روز میں

ہکلا بن جاتا ہے۔اور پھر کتنی ہی کوشش کرے ایک بات بھی بغیر ہکلاہٹ نہیں کرسکتا۔اس بحث میں سب سے زیادہ واضح تحریر امریکن ڈاکٹر چارلس ہومرکی ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔اس کا بلفظہ ترجمہ یہ ہے:۔

ایک مضمون نگار نے داڑھی مونڈنے کے لئے برقی سوئیاں ایجاد کرنے کی مجھ سے فرمائش کی ہے تاکہ وہ تمام وقت جو داڑھی مونڈنے کی نذر ہوتا ہے بچ جائے۔لیکن سمجھ میں نہیں آتا آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے۔لوگ جب اپنے سروں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرے پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔کسی کے سر پر سے اگر کسی جگہ کے بال اڑ جائیں تو اسے اس گنج کے اظہار سے شرم آیا کرتی ہے لیکن یہ عجب تماشہ ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں۔اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ذرا نہیں شرماتے جو کہ مرد ہونے کی سب سے زیادہ واضح علامت ہے۔داڑھی اور مونچھیں انسان کے چہرے کو مردانہ قوت ،استحکام سیرت،کمال فردیت اور علامات امتیاز بخشتی ہیں۔اور اس کا بقاء اور تحفظ بھی دلیری کی بنا پر ہوتا ہے۔یہی تھوڑے سے بال ہیں جو مرد کو زنانہ صفات سے ممتاز بناتے ہیں۔کیونکہ اس کے علاوہ بدن کے تمام بالوں میں مرد اور عورت دونوں مشترک ہیں۔عورتیں اپنے دلوں میں داڑھی اور مونچھوں کی بڑی قدر رکھتی ہیں اور باطن میں بے ریش مردوں کی بہ نسبت باریش مردوں کی زیادہ دلدادہ ہوتی ہیں۔اور بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو داڑھی اور مونچھیں اچھی معلوم نہیں ہوتیں۔لیکن اس کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ فیشن کی غلام اور لباس کی ماتحت ہوا کرتی ہیں۔اور بدقسمتی سے آجکل داڑھی اور مونچھیں فیشن کی بارگاہ سے مردود ہو چکی ہیں۔نتھنوں اور منہ کے سامنے تھوڑے سے بالوں کی موجودگی ایک اچھی چھلنی کا کام دیتی ہے اور مضرت رساں خاک مٹی اور بہت سے جراثیم ناک میں یا منہ میں نہیں جانے پاتے۔لمبی اور گھنی داڑھی گلے کو سردی کے اثرات سے بچائے رکھتی ہے۔

دیکھئے ڈاکٹر ہومر داڑھی منڈانے کو چہرے کا گنج اور فیشن کی غلامی کو زنانہ خصلت بتاتا ہے۔اس کے نزدیک استقلال ،شجاعت،حوصلہ،ہمت تمامی مردانہ خصائل اور زینت کا مدار داڑھی ہے۔وہ آپ کے کھانسی زکام اور نزلہ میں مبتلا رہنے کا سبب آپ کی اس عادات کو قرار دیتا ہے۔اور پھر آگے لکھتا ہے کہ:۔داڑھی اور مونچھیں پھر دنیا میں واپس آرہی ہیں اور ان ہی کے ساتھ وہ فوقیت بھی واپس آئے گی جو قدرت نے مرد کو عورت پر دی ہے۔کسی داڑھی رکھنے والے مرد نے کبھی اپنی بیوی کو نہیں چھوڑا تھا۔داڑھی والا انسان اپنی داڑھی کی ہمیشہ لاج رکھا کرتا تھا۔اس میں ایک آن ہوتی ہے جو مرد کی شان کو شایاں ہے۔آخر ایک پورے نوجوان مرد کی یہ تمنا کیوں ہو کہ اس کا چہرہ بچوں کا سا نظر آئے۔خدا نے داڑھی اور مونچھیں اسی واسطے بنائی تھیں کہ ان سے مردوں

☆انفرد بنفسک ساعۃ تدبر فیھا امورک وتراجع فیھا نفسک ،وتفکر فی آخرتک ،وصلح بھا دنیاک.☆

کے چہرے کی زینت ہو۔ جولوگ داڑھی کا مذاق اور مخول اڑاتے ہیں وہ حضرت یسوع مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کا مذاق اور مخول اڑاتے ہیں۔اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام داڑھی رکھتے تھے۔

دیکھا آپ نے کہ ایک عیسائی اپنے مذہبی اور طبی تحقیق میں مختصر لفظوں میں کیا کچھ کہہ گیا۔اس کے نزدیک جوان کو امرد بے ریش بننے کی تمنا کرنا رجعت قہقری ہے اور انیس صدیاں گزرنے پر بھی اپنے نبی کی اتنی قدر کرتا ہے کہ داڑھی کا مضحکہ اڑانے والوں کو یسوع مسیح علیہ السلام کا مضحکہ اڑانے والا بتاتا ہے اس لئے کہ وہ داڑھی رکھتے تھے۔ مدعیان اسلام بتلائیں کہ وہ کیا قدر کررہے ہیں۔سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کے امتی بن کر قبل قیامت یہی حضرت مسیح تشریف لائیں گے۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم شافع المذنبین کی خوشنودی کے مقابلہ میں احمقوں کا مذاق کیا قابل التفات ہوسکتا ہے۔

ہم نے چارلس ہومر کا مضمون بجنسہ درج کردیا کہ تصرف اور خیانت عیب ہے۔مگر مونچھوں سے متعلق ہمیں اس کی رائے سے اختلاف ہے۔خود ہومر کو بھی اس کا اقرار ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی مونچھیں بڑھی ہوئی نہ تھیں ،ورنہ جہاں اس نے اس کا اظہار کیا ہے کہ یسوع مسیح داڑھی رکھتے تھے وہیں ان کی بڑی مونچھیں رکھنے کا بھی ضرور ذکر کرتا۔

مولانا میرٹھی کے رسالہ کا خلاصہ ختم ہوا۔اس ناکارہ نے جب یہ رسالہ شروع کیا تھا اس وقت صرف مولانا میرٹھی کا رسالہ ذہن میں تھا اور وہ بھی مدینہ میں نہیں تھا۔مگر شروع کرنے کے بعد احباب نے بہت سے رسالے اس مضمون کے اپنے اپنے پاس سے لاکر دیئے تو خیال یہ ہوا کہ ماشاء اللہ اس سلسلہ میں تو بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔اس لئے میں نے تو اپنے رسالہ کو ملتوی کردیا تھا،مگر بعض دوستوں کا اصرار ہوا کہ مختصر ہی سہی جب شروع کردیا تو کچھ نہ کچھ لکھ ہی دیا جائے۔میں نے بھی سوچا کہ اب ضرورت کا درجہ تو نہیں ہے مگر احیائے سنت کے ثواب میں شرکت تو میری بھی ہو ہی جائے گی۔جولوگ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی والوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے ان کو تو میں ایک شعر سنایا کرتا ہوں:۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار وتمکیں　　وہ نہ سمجھیں کہ مری بزم کے قابل نہ رہا

سید الکونین ﷺ شافع المذنبین کی خوشنودی کے مقابلہ میں احمقوں کا مذاق کیا قابل التفات ہوسکتا ہے

.........وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین.........

☆مکتبک المنزلیۃ ھی بستانک الوارف، وحدیقتک الخضراء، فتنزہ فیھا مع العلماء والحکماء والادباء والشعراء.☆